وقل رب زدنی علماً

منازلِ علم و علمِ نافع

از مواعظِ فقیہ الامت جامع الشریعت والطریقت
حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہ
مفتیٔ اعظم ہند

ناشر
العبد موسیٰ بدات بلیشوری گجراتی۔ باٹلی۔ برطانیہ یوکے

عرضِ ناشر

باسمہٖ تعالیٰ - حامداً ومصلیاً ومسلماً۔

امّا بعد! بقیۃ السّلف فقیہ الامّت شیخِ طریقت سیّدی و مرشدی حضرت اقدس الحاج مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی دامت برکاتہم کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ حضرت کا وجود اس پُر فتن دَور میں مسلمانانِ عالم کے لئے متاعِ بے بدل اور ظلِّ بے مثیل ہے۔ خداوندِ عالم اس سایہ کو قائم و دائم رکھے۔ آمین!

حضرتِ والا کے فتاویٰ، ملفوظات اور مواعظ نیز دیگر تصانیف شائع ہوکر بحد مقبول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ اُمّت کو فائدہ پہنچائے۔ آمین!

احقر نے حضرتِ والا کا ایک علمی بیان جو طلبۂ دار العلوم دیو بند کے سامنے کیا گیا ہے کیسٹ میں سُنا تو داعیہ پیدا ہوا کہ اس کو نشر کیا جائے تاکہ اہلِ علم حضرات اس سے استفادہ کریں اور احقر کے لئے ذخیرۂ آخرت ہو۔ گو یہ وعظ مراتبِ علم کے نام سے قسطِ ثانی میں طبع ہو چکا ہے۔ لیکن اس میں صرف پہلی منزل "استماع" کی تفصیل آئی ہے۔ نیز علمِ نافع پر مزید کلام اس بیان میں موجود ہے۔ کیسٹ سے پورا بیان نہیں لیا گیا۔ صرف مضمون سے متعلّق ابتدائی باتیں نقل کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین! فقط۔

العبد موسیٰ بن احمد بدات بلیشوری گجراتی
باٹلی۔ برطانیہ یوکے مؤرخہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ بروز جمعہ

باسمہ تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ آپ یہ دُعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم زیادہ فرما۔ مقام نبوت پر فائز ہوتے ہوئے بھی بلکہ سب رسولوں کا سردار اور سب سے زیادہ اونچا ہوتے ہوئے بھی ان کو اس دُعا کا حکم تھا کہ علم کی زیادتی کی دعا کیا کیجئے۔ علم ایک روشنی ہے جس سے کھرا کھوٹا آدمی کو نظر آتا ہے۔ جہل ایک تاریکی ہے جس میں راستہ کی دشواریاں نظر نہیں آتیں، مہلکات سے حفاظت نہیں ہو پاتی۔ اس لئے علم کی ضرورت ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کی پانچ منزلیں ہیں۔ پہلی منزل ہے استماع۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سُنتے تھے اور ہمہ تن گوش ہو کر سُنتے تھے۔ قرآن پاک میں بھی حکم ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ، اور فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی۔ استماع لازم ہے۔ استماع نہ ہو تو پھر اس علم کے علمِ نبوت ہونے کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ وحی لے کر آتا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سُنتے پھر صحابہ کو سُناتے یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ۔ قرآن پاک کی آیات تلاوت کرتے صحابہ کرام کو سُناتے صحابہ خوب غور سے سنتے

ایک صحابی کے دونوں کندھے پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھٹکہ دے کر، ہلاکر، کاہے کو ہلایا، کاہے کے لئے جھٹکہ دیا۔ اس لئے دیا تاکہ کسی قسم کی بھی ادنیٰ سی غفلت باقی نہ رہ جائے بلکہ پورے طور پر بات سُن لے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضؓ نے سُنا اور صحابہ رضؓ سے تابعین نے سنا۔ وہ سلسلہ برابر آج تک چلا آرہا ہے۔ جو علم بذریعہ استماع حاصل نہ ہو، جس کی سند حضور صلے اللہ علیہ وسلم تک نہ پہونچتی ہو اس کو علمِ نبوت نہیں کہا جائے گا۔ علمِ نبوت وہ ہے جو استماع سے حاصل ہو۔ اِسی لئے محدّثین کے یہاں استماع کا بڑا اہتمام رہتا تھا۔

استماع کے بعد دوسری منزل ہے انصات، غور کریں، توجہ کریں۔ کیا مطلب ہے اس کا اگر سُن تو لیا لیکن غور نہیں کیا۔ مطلب کی تہہ تک آدمی نہیں پہونچا تو کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ جو کچھ اُس نے سمجھا ہے وہ صحیح سمجھا ہے یا نہیں سمجھا۔ چنانچہ جگہ جگہ پر جو تحریفات ہوتی ہیں وہ عدمِ انصات کی بناء پر ہوتی ہیں۔ ایک محدّث کا حال لکھا ہے کہ ان کے کنویں کے قریب ایک شخص کا کھیت تھا۔ اپنے کنویں سے اس کے کھیت میں پانی نہیں ڈالنے دیتے۔ لڑتے ہیں مقابلہ کرتے ہیں آدمی نیک نیت ہیں۔ استماع تو ان کو حاصل تھا لیکن انصات حاصل نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا آپ اتنا کیوں لڑتے ہیں۔ پانی تو مباح الاصل چیز ہے۔ انھوں نے جواب دیا۔ حدیث میں آیا ہے لَا یَسْقِیْ اَحَدُکُمْ مَاءَہٗ زَرْعَ غَیْرِہٖ کوئی شخص اپنا پانی دوسرے کے کھیت میں نہ ڈالے حدیث میں آیا ہے۔ تو استماع تو ان کو حاصل تھا مگر انصات نہیں تھا۔ سمجھے نہیں غور نہیں کیا، بتانے والے نے بتایا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اس کا تو مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت

کو خریدا ہے باندی کو اور اس کے پیٹ میں حمل ہے تو جب تک وہ حمل پیدا نہ ہو جائے ولادت نہ ہو جائے اس وقت اس سے وطی نہ کرو، دوسرے شخص کی کھیتی ہے تم اس میں اپنا پانی نہ ڈالو۔ اس نے کہا اللہ جزائے خیر دے۔ میں تو اب تک وہی مطلب سمجھتا رہا۔

ایک محدث کا حال لکھا ہے وہ جب بھی استنجاء سے فارغ ہو کر آتے وتر کی نماز پڑھتے۔ دن میں رات میں کئی دفعہ ایسا ہوتا کسی نے پوچھا بھائی یہ کیا طریقہ ہے۔ کہنے لگا حدیث میں آیا ہے مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ جو استنجا کرے اُسے چاہیئے کہ وتر پڑھے تو بتلایا کہ یہ مطلب نہیں ہے۔ مطلب دوسرا ہے۔ مطلب سمجھایا غرض یہ کہ استماع لازم، استماع کے بعد انصات لازم۔

تیسرا درجہ ہے حفظ کا، جو کچھ پڑھا ہے سُنا ہے سمجھا ہے اس کو محفوظ رکھے۔ اگر وہ ذہن سے نکل گیا تو عمل کا ہے پر کرے گا آگے وہ سلسلہ کیسے چلے گا۔ اس علم کی کیا چیز باقی رہ گئی ہے اس کے پاس کہ سُنا بھی اور انصات بھی کیا اور اس کو محفوظ نہیں رہا۔

اس کے بعد چوتھی منزل ہے عمل۔ جو کچھ پڑھا ہے سُنا ہے غور کیا ہے یاد کیا ہے اس کے اوپر عمل کرے۔ اگر عمل نہیں کرتا تو اس کے علم میں کوئی خیر و برکت نہیں۔ شعر

کہا اس کا ہرگز نہ مانے گی دُنیا   جو اپنی نصیحت پہ عامل نہ ہو گا

پانچویں چیز ہے نشر۔ اس علم کا نشر ہو۔ اگر نشر نہیں ہے تو علم متعدی نہیں ہو گا وہ ایک کوٹھڑی میں بند رہ جائے گا ایک صندوقچی میں بند رہ جائے گا جس کو کچھ روز بعد دفن کر دیا جائے گا۔ اس لیے حضرت سفیانِ ثوری رحمہ نے پانچ منزلیں علم کی بیان فرمائی ہیں۔

علم کی دو قسمیں ہیں ایک علمِ نافع ایک غیر نافع۔ علمِ نافع کی دُعا کی گئی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

اَسْئَلُكَ عِلْماً نَافِعاً علم غیر نافع سے پناہ مانگی گئی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ

علم نافع کب ہوتا ہے۔ علم نافع کے لئے چار باتوں کی ضرورت ہے۔

ایک فہم صحیح ہو اگر فہم صحیح نہیں ہے تو وہ علم نافع نہیں۔ فہم صحیح کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ غباوت نہ ہو دوسری یہ کہ غوایت نہ ہو۔ غباوت کے معنیٰ کم فہمی۔ غوایت کے معنیٰ کج فہمی۔ بسا اوقات آدمی کی سمجھ اُلٹی ہوتی ہے جو بات اس سے کہی جائے اُلٹا مطلب لیتا ہے۔ ایسے شخص کو سنبھالنا سمجھانا بہت دشوار ہوتا ہے جتنے فرقِ باطلہ پیدا ہوئے کلمہ گو حضرات میں وہ انھیں دو باتوں کی وجہ سے پیدا ہوئے کچھ کم فہمی کی وجہ سے کچھ کج فہمی کی وجہ سے۔

کم فہمی کا علاج آسان، بات پوری بتا دی جائے سمجھ لے کام چل جائے گا۔ کج فہمی کا علاج دشوار، جتنا جتنا اس کو سمجھائے جاتے ہیں گرہ بڑھتی کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے یہاں بعضے لوگ آئے اور آکر انھوں نے پوچھا کہ حضرت ہم نے سٹہ لگایا ہے ہمارا نمبر نکلے گا یا نہیں نکلے گا بتایئے گا جیسے کہ نجومیوں سے کاہنوں سے باتیں پوچھا کرتے ہیں وہ باتیں پوچھنے کے لئے آئے۔ حضرت تھانوی نے فرمایا ارے کون لوگ ہیں آپنے خادم سے فرمایا نکالو ان کو یہاں سے خانقاہ سے تو انھوں نے کہا نکلے گا نکلے گا۔ حضرت نے فرمایا نکالو نکلے گا وہ کچھ فرما رہے ہیں یہ مطلب کچھ لے رہے ہیں اس لئے گرہ بڑھ ہوتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے علم کی اور علم نافع ہو، علم نافع کب ہوگا؟

ایک (۱) تو اس کے لئے فہم صحیح ضروری ہے۔ فہم صحیح کے لئے ضروری ہے دو باتیں، کم فہمی نہ ہو کج فہمی نہ ہو یعنی غباوت نہ ہو غوایت نہ ہو۔

دوسری (۲) چیز ہے یقینِ کامل کہ جو علم حاصل کیا علوم نبوت اس پر یقینِ کامل ہو کہ حق یہی ہے نجات اسی میں منحصر ہے اس کے خلاف میں نجات نہیں۔

(۳) تیسری چیز ہے عزمِ قوی جو کچھ آدمی پڑھے وحیِ الٰہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے اس کے متعلق طے کرلے پختگی کے ساتھ ارادہ ہو کہ اس پر مجھے عمل کرنا ہے اپنی زندگی کو اسی سانچہ میں ڈھالنا ہے۔

(۴) چوتھی چیز ہے مجاہدۂ قاہرہ۔ نفس اور شیطان یہ دونوں چیزیں عمل کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ ان دونوں کو شکست دینے کے لئے مغلوب کرنے کے لئے مجاہدۂ قاہرہ چاہیئے۔ جب یہ چیزیں ہونگیں اس میں تو وہ علم نافع ہوگا۔ بڑی خیر و برکت ہے اس میں۔ فقط۔ وَمَا علینا اِلّا البلاغ۔

ضمیمہ از ناشر

باسمہٖ تعالیٰ۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے بیان میں جو فرمایا کہ علمِ نافع کے لئے فہمِ صحیح کی ضرورت ہے۔ اس کی تائید حضرت شیخ زکریا نوّر اللہ مرقدہٗ کی ایک تحریر سے بھی ہوتی ہے جو حضرت شیخ رح نے حضرت مفتی شفیع صاحب رح کے ایک رسالہ کی تائید میں تحریر فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ رح تحریر فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کے بارے میں فیصلہ ہوگا تین شخص ہوں گے۔ ایک عالم، دوسرا سخی، تیسرا شہید اور ریا کاری کی وجہ سے ان کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

اور یہ سب سے پہلے وہ تین آدمی ہوں گے جن سے دوزخ کو مزید گرم کرنے کے لئے دہکایا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ حدیث میں ریاکاری کی مذمت ہے۔ سخاوت اور علم اور جہاد کی مذمت نہیں ہے۔ اسی طرح پیشہ وروں کی صفاتِ ذمیمہ بیان کرنے سے پیشہ کی برائی کرنا مقصود نہیں بلکہ ان عیوب کی برائی ہے جو ان پیشہ وروں

میں ہوتے ہیں (تاکہ وہ اِن سے اجتناب کریں)

آگے تحریر فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ تکلیف دِہ بات یہ ہے کہ اِن لوگوں (پیشہ وروں اور بعض اہلِ علم) نے بڑا ظلم یہ کیا تھا کہ مفتی صاحب پر سب وشتم کے علاوہ ان کتابوں پر بھی بڑے زور و شور سے اعتراض کیا تھا جن میں یہ حدیثیں موجود ہیں۔ مجھے بڑا غصہ اسی پر آیا تھا۔ اگر اس طرح کے لوگوں کی ذرا سی بھی ہمنوائی کی جائے تو فتنۂ انکارِ حدیث کا دروازہ کھل جائے گا اور کُتبِ حدیث کی حیثیت اور وقعت ذہنوں سے کم ہوتی چلی جائے گی۔

آج کل بھی ایسے مصنّفین پائے جاتے ہیں جن کو کوئی روایت کسی کتاب میں اپنے کسی مخصوص مسلک کے خلاف نظر آجاتی ہے تو اوّل تو اس کتاب کے مصنّفین ہی کی خبر لیتے ہیں پھر کتاب ہی کو یکسر غلط بتا دیتے ہیں اور ان سب روایات کو بھی مجروح قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس کتاب میں موجود ہوں اگرچہ ان کی اسانید صحیح ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کو سلف کی اصطلاح میں "اہلِ ہوا" کہا جاتا ہے جن کا مقصود قرآن اور حدیث پر چلنا نہیں بلکہ اپنا جو ایک مسلک طے کرلیا اسی کے گرد گھومتے اور آیات اور احادیث کی تاویل اور تحریف کرکے اسی کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ معتزلہ، روافض، خوارج اور نئے دَور کے معتزلہ مزاج مفکّرین اور مصلحین کا یہی حال ہے۔ (ماخوذ از البلاغ مفتی شفیع صاحب نمبر)

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور سلف صالحین کے طریق پر قائم و دائم رکھے آمین

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ ⁂ لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

العبد موسیٰ بدات بلیشوری گجراتی

باٹلی ۔ برطانیہ ۔ یوکے ۔